مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۴
(یتیم پوتے وغیرہ کی میراث)
اسلامی احکام کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

(دوسری قسط)

ڈاکٹر مولانا انعام اللہ
چیف ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد

فتاویٰ صحابہؓ میں پوتے کی میراث

اقربیت اور حجب کے متذکرہ بالا قاعدہ کی پوتے کی میراث پر تطبیق صراحۃً فتاویٰ صحابہؓ میں مذکور ہے، جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

''باب میراث ابن الابن إذا لم یکن ابن، وقال زید: ولد الأبناء بمنزلة الولد، إذا لم یکن دونهم ولد ذکرهم کذکرهم، وأنثاهم کأنثاهم، یرثون کما یرثون، ویحجبون کما یحجبون، ولا یرث ولد الابن مع الابن۔''(۱)

''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: پوتے اور پوتیاں بمنزلہ اولاد کے ہیں، جبکہ لڑکے موجود نہ ہوں، لڑکے لڑکوں کی طرح ہوں گے اور لڑکیاں لڑکیوں کی طرح۔ وہ اس طرح وارث ہوں گے جس طرح اولاد وارث ہوتی ہے، اور اسی طرح محروم ہوتے ہیں جس طرح اولاد محروم ہوتی ہے۔ اور پوتا بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوگا۔''

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فتوے کی وضاحت واہمیت

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس فتویٰ میں پہلے تو اس بات کو ذکر کیا ہے کہ احکامِ میراث میں پوتا پوتی کے احکام وہی ہیں جو بیٹا بیٹی کے احکام ہیں۔ ایک تو اس حیثیت سے کہ ذکورت وانوثت کے اعتبار سے جو احکام بیٹا بیٹی کے ہیں وہی احکام پوتا پوتی کے ہیں۔ دوسرا اس اعتبار سے کہ استحقاق اور حجب وحرمان کے اعتبار سے جو احکام بیٹا بیٹی کے ہیں وہی احکام پوتا پوتی کے ہیں، لیکن اس حوالے

سے یہ بنیادی فرق پایا جاتا ہے کہ بیٹا بیٹی ''بلاواسطہ'' صلبی اولاد ہیں، جو میت کے قریب ہیں، جبکہ پوتا پوتی ''بالواسطہ'' میت کے رشتہ دار ہیں، اس لیے ان پر احکام میراث کا اجراء اس وقت ہوگا، جب بیٹا نہ ہو، اور اگر بیٹا ہو تو اس صورت میں یہ محروم ہوں گے، چنانچہ فتویٰ کے آخر میں صراحۃً فرمایا کہ:

''ولا یرث ولد الابن مع الابن''...... ''پوتا بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوگا۔''

میراث کے احکام میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس فتویٰ کی اہمیت اس حوالے سے ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ''أفرضکم زید'' (تم میں سب سے زیادہ علمِ فرائض/ میراث جاننے والے زید بن ثابت ہیں) یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع تھا کہ فرائض (میراث) میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ امام ہیں، اور عملاً بھی جب کسی مسئلے میں اختلاف یا اشتباہ ہوتا تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ہی قولِ فیصل ہوتا۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ماکان عمرؓ وعثمانؓ یقدمان علٰی زیدٍ أحدًا فی الفتوی والفرائض والقراءۃ.''(۲)

''حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما فتویٰ، فرائض اور میراث میں حضرت زید رضی اللہ عنہ پر کسی اور کو مقدم نہیں کرتے تھے۔''

اس بنیاد پر اُمت کا اجماع ہے، جیسا کہ علامہ ابو یوسف ستائی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے محمد عبدالحی کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

''قال أبویوسف الستائیؒ فی شرح التلمسانیۃ: الاختیار أن یوخذ في الفرائض بمذھب زیدبن ثابت رضی اللّٰہ عنہ فإنہ أفرض ھٰذہ الأمۃ بشھادۃ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم .''(۳)

''پسندیدہ یہی ہے کہ فرائض کے بارے میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کیا جائے، کیونکہ وہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے مطابق علمِ میراث کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔''

دوسرا اس حوالے سے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس فتوے کی بنیاد قرآن وحدیث کی صریح نصوص پر ہے۔

تیسرا اس حوالے سے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے اس فتوے پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا، جبکہ ائمہ فقہاء نے بالاتفاق یہی مذہب اختیار کیا ہے، جیسا کہ آگے تفصیل آرہی ہے۔ ان نصوص کی روشنی میں اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا مجحوب (محروم) ہوتا ہے اور اگر ذوی الفروض نہ ہوں تو عصبہ ہونے کی حیثیت سے

سارا مال بیٹے کو ملے گا، اور اگر ذوی الفروض ہوں تو باقی ماندہ بیٹے ہی کو ملے گا۔ ابوالولید الباجی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''إِنَّـهُ لَا مِيرَاثَ لِابْنِ الِابْنِ مَعَ الِابْنِ؛ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ سَبَبًا مِنْهُ إِلَى الْمَيِّتِ وَهُمَا يُدْلِيَانِ بِالْبُنُوَّةِ؛ وَلِأَنَّ ابْنَ الِابْنِ يُدْلِي بِالِابْنِ وَمَنْ يُدْلِي بِعَاصِبٍ فَإِنَّهُ لَا يَرِثُ مَعَهُ، ...وَعَلٰى هٰذَا جَمْهُوْرُ الْفُقَهَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ .'' (۴)

''بیٹے کے ساتھ پوتے کو میراث نہیں ملتی، اس لیے کہ بیٹا پوتے کی نسبت میت سے زیادہ قریب ہے، اور اس لیے کہ پوتا بیٹے کی وساطت سے میت کی طرف منسوب ہے۔ اور جو رشتہ دار کسی عصبہ کی وساطت سے میت کی طرف منسوب ہو، تو اس عصبہ کے ہوتے ہوئے وہ وارث نہیں ہوتا، اور یہی جمہور فقہاء صحابہؓ وتابعینؒ کا قول ہے۔''

چنانچہ فقہاء اربعہؒ نے یہی قول اختیار کیا ہے، عبارات ملاحظہ ہوں:

فقہ حنفی

''(و) الثانی (أن من أدلی بشخص لا یرث معهٗ) کابن الابن لا یرث مع الابن۔''(۵)

''دوسرا: کوئی اور شخص کے ذریعے رشتہ دار ہو تو اس کے ہوتے ہوئے وہ وارث نہیں بنتا۔''

فقہ مالکی

''فَنَقُولُ لَا يَحْجُبُ ابْنَ الِابْنِ إِلَّا الِابْنُ.''(۶)

''ہم کہتے ہیں کہ پوتے کو بیٹا ہی محجوب (محروم) بناتا ہے۔''

فقہ شافعی

''والحجب عشرة لا یرثون مع عشرة: ابن الابن لا یرث مع الابن.''(۷)

''حجب دس ہیں، جو دس کے ساتھ وارث نہیں ہوتے۔ پوتا' بیٹے کے ساتھ وارث نہیں ہوتا۔''

فقہ حنبلی

''ولا یرث ولد الإبن مع الإبن بحال.''(۸)

''پوتا کسی حالت میں بھی بیٹے کے ساتھ وارث نہیں ہوتا۔''

اہل تشیع کا بھی یہی مسلک ہے:

''ولا یرث ابن الابن ولا بنت الابنة مع ولد الصلب ولا یرث ابن ابن ابن مع ابن ابن وکل من قرب نسبهٗ فهو أولٰی بالمیراث ممن بعد.''(۹)

’’پوتا اور نواسی صلبی اولاد کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتی اور نہ پوتے کا بیٹا پوتے کی موجودگی میں وارث ہوتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جس کا نسب قریب ہو وہ دور کے رشتہ دار سے زیادہ میراث کا مستحق ہے۔‘‘

اور الاستبصار میں لکھا ہے:

’’ابن الابن إذا لم یکن من صلب الرجل أحد قام مقام الابن.‘‘(۱۰)

’’پوتا بیٹے کے قائم مقام ہوجاتا ہے، جبکہ میت کی صلب سے کوئی اولاد نہ ہو۔‘‘

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ قرآن مجید، احادیثِ نبویہ، فتاویٰ صحابہؓ میں بصراحت یہ بیان ہوا ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا محجوب (محروم) ہوتا ہے اور فقہاء کرام نے بالاتفاق اس مسئلے کو اختیار کیا ہے، جس پر اُمت کا اجماع ہے، جبکہ عائلی قوانین کی دفعہ:۴ وراثت کی رو سے ایسی صورت میں پوتا' دادا کے مال میں بیٹے جتنے حصہ کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ یوں دونوں باتوں میں کھلا تناقض وتصادم ہے۔

حوالہ جات

۱:-البخاری، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الفرائض، باب میراث ابن الابن إذا.....، رقم الحدیث:۶۷۳۲ (دار طوق النجاۃ،۱۴۲۲ھ) جلد:۸،ص:۱۵۱۔

۲:-الھندی، علاء الدین علی بن حسام الدین متقی، م:۹۷۵ھ، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال (مؤسسۃ الرسالۃ،۱۴۰۱ھ) رقم الحدیث:۳۷۰۵۰، جلد:۱۳،ص:۳۹۳

۳:-کتانی، محمد عبدالحی بن عبدالکبیر، نظام الحکومۃ النبویۃ، دار الکتب العلمیۃ، ص:۳۵۸

۴:-باجی، أبوالولید سلیمان بن خلف، م:۴۷۴ھ، المنتقی شرح الموطأ، (مطبعۃ السعادۃ-مصر،۱۳۳۲ھ) جلد:۶،ص:۲۲۶۔

۵:-ابن عابدین، رد المحتار،۱۴۱۲ھ، جلد:۶،ص:۷۹

۶:-القرافی، أبوالعباس أحمد بن إدریس المالکی، م:۶۸۴ھ، الذخیرۃ، دار الغرب الإسلامی-بیروت، متوفی:۱۹۹۴، جلد:۱۳، ص:۴۲۔

۷:-المحاملی، أبو الحسن أحمد بن محمد، م:۴۱۵ھ، اللباب فی الفقہ الشافعی (دار البخاری، المدینۃ المنورۃ، -السعودیۃ، ۱۴۱۶ھ) ص:۲۷۳۔

۸:-ابن تیمیۃ، ابو البرکات عبد السلام بن عبداللہ الحرانی، م:۶۵۲ھ، المحرر فی الفقہ علی مذہب الإمام احمد بن حنبل (مکتبۃ المعارف-الریاض،۱۴۰۴ھ) جلد:۱،ص:۳۹۶۔

۹:-الشیخ الصدوق، من لایحضرہ الفقیہ، (طہران، دار الکتب الاسلامیۃ،۱۳۹۱ھ) جلد:۲،ص:۲۴۔

۱۰:-الطوسی، ابوجعفر محمد بن حسن الشیخ الإستبصار، (طہران، دار الکتب الاسلامیۃ،۱۳۹۱ھ) جلد:۴،ص:۶۷۔

(جاری ہے)

.....❁.....❁.....❁....